باقیاتِ فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے

ایسے تقریباً ایک ہزار فتاوی کا مجموعہ جو فتاوی رشیدیہ
میں شامل نہیں اور اب تک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدّث دوراں، فقیہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

کے ایسے تقریباً ایک ہزار فتاویٰ کا مجموعہ جو فتاویٰ رشیدیہ
میں شامل نہیں اور اب تک غیر مطبوعہ یا ناپید تھے

تلاش، جمع و ترتیب اور حواشی

نور الحسن راشد کاندھلوی

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

باقیات فتاویٰ رشیدیہ

محدث دوراں، افقہ زماں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے
تقریباً ایک ہزار ایسے فتاویٰ کا مجموعہ
جو فتاویٰ رشیدیہ میں شامل نہیں اور چند کے علاوہ تمام غیر مطبوعہ اور نہایت
نادر و کم یاب تھے

جمع و ترتیب حواشی اور مقدمہ

نور الحسن راشد کاندھلوی

مزید حواشی وافادات

حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پالن پوری دام ظلہ
شیخ الحدیث وصدر المدرسین، دارالعلوم دیوبند

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی- انڈیا

BAQIYAT-E- FATAWA RASHIDIA

Compiled by,Footnotes & Preface :
Noorul Hasan Rashid Kandhlavi

کتاب : باقیات فتاوی رشیدیہ

فتاوی : حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ

جمع وترتیب اور حاشیہ مقدمہ وغیرہ: نور الحسن راشد کاندھلوی

کل صفحات:

الف : ابتدا اور فہرست مندرجات

ب: مقدمہ ومتعلقات

ج: اصل کتاب مع ضمائم

طبع اول : ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ / مارچ ۲۰۱۲ء

قیمت : تین سو پچاس روپے 350/

کمپوزنگ: شہاب الدین قاسمی بستوی (مفتی الٰہی بخش اکیڈمی کاندھلہ مظفر نگر یوپی)

مطبع : ایچ۔ایس آفسیٹ پرنٹرس، دریا گنج نئی دہلی فون: 23244240

ناشر

حضرت مفتی الٰہی بخش اکیڈمی

کاندھلہ، ضلع پربدھ نگر (مظفر نگر) یوپی، انڈیا

Mufti Elahi Bakhsh Academy

MAULVIYAN- KANDHLAD Distt. Parbudh Nagar.247775

Mb.09358667219

سمجھا اور معاف نہ رکھا، تو ہم نے ان جوابات کی نقل وتوجیہ کا ارادہ کیا۔ پس پہلے اس مقام میں اپنے فتوی کو نقل کرتے ہیں، اس کے بعد دوسرے علماء کے فتاوی کو نقل کیا جاوے گا، اس کے بعد ان فتاوی پر مناسب ریمارک کیا جاوے گا۔ انشاء اللہ تعالی۔

(۲۷۴-ب) چند اہم سوالات: کیا فرماتے ہیں علماء دین جواب میں سوالات مفصلہ ذیل کے:

سوال اول: اطاعت والدین کی بیٹا و بیٹی شوہر دار ہو، یا غیر شوہر دار، دونوں پر برابر بلا فرق فرض ہے، یا واجب یا مستحب؟

سوال دوم: بیٹیوں پر بعد شوہر دار ہوجانے ان کے، فرضیت اطاعت والدین کی ان پر ہے، بہ سبب فرضیت اطاعت شوہر انکے، بالکل ساقط ہو جاتی ہے، یا بعض باقی رہتی ہیں، اور بعض ساقط؟ صورت مسئلہ کی کیا ہوگی، اس کو بتفصیل مع دلائل بیان فرمانا۔

سوال سوم: درصورت فرضیت اطاعت والدین اور اطاعت زوج، عورت پر دونوں کی اطاعت برابر ہے، یا کم وبیش۔ اور باپ اور شوہر کے رتبہ میں کیا تفاوت ہے، اور اعلی درجہ کس کا [ہے]؟

سوال چہارم: عاق کرنا والدین کا بیٹا اور بیٹی دونوں پر موثر ہے، یا صرف بیٹا ہی پر، اور عاق کرنے کا اس پر جو عاق کیا گیا، کیا [اثر] مترتب ہوتا ہے؟

سوال پنجم: مثلاً زید اپنی زوجہ مسماۃ ہندہ کو، ایک امر جائز کی تعمیل پر جابرانہ حکم اس طور پر کرتا ہو کہ، اگر تو میرے حکم کی تعمیل نہ کرے گی، تو بسبب اس کے کہ یہ عدول حکمی تیری باعث ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگی، میں تجھ کو طلاق دیدوں گا۔ اور باپ مسماۃ مذکورہ کا تعمیل حکم شوہر سے، اس طور پر روکتا اور منع کرتا ہو کہ اگر تو اپنے شوہر زید کے حکم کی تعمیل کرے گی، تو بہ سبب اس تیرے عقوق کے، کہ موجب ایذا و تکلیف میرے دل کی ہوگا، میں تجھ سے نہایت ناراض ہوں گا، اور قیامت میں تیرا دامن گیر ہوں گا، یا اُس کا عکس یعنی باپ بطور مذکورہ حکم کرتا ہو، اور شوہر بطور مسطورہ مانع ہوتا ہو، تو اس صورت میں عورت کو عقوق باپ اختیار کرنا ہوگا، یا طلاق شوہر اختیار کرنا ہوگا۔

سوال ششم: بعد نکاح کردینے دختر کے، باپ چاہتا ہے کہ لڑکی ہمارے گھر میں رہے اور شوہر چاہتا ہے کہ ہمارے گھر! اور باپ کسی طرح محتاج اس سے خدمت لینے کا نہیں ہے، اور باپ نے ایجاب نسبت میں قبل نکاح کے داماد سے یہ شرط بھی کرالیا تھا، کہ دختر ہمارے گھر میں رہے گی اور تم کو بھی یہیں رہنا ہوگا، تو اس صورت میں عورت کو باطاعت والدین، والدین کے گھر میں رہنا چاہئے، یا باطاعت شوہر، شوہر کے مکان میں، اور یہ شرط مذکورہ باپ کی اس عورت کے شوہر کے ساتھ صحیح ہے یا نہیں؟

نقل جواب مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی اولاد پر مطلقاً فرض ہے خواہ متزوج ہو خواہ متعزب، امور مباحہ میں نہ منکرہ میں، لاطلاق قولہ تعالیٰ:

وبالوالدین احسانا الآیۃ قال فی جلالین: ای براء انتہی (۱) وفی البیضاوی (۲) البر کل فعل مرضی انتہی.

قال فی المجمع (۳) فیہ حدیث نہی عن عقوق الأمہات من عق والدہ، اذا آذاہ و عصاہ فی حدیث الاعتکاف، البر: دون الطاعۃ و بر الوالدین ضد العقوق.

و فی القاموس، البر (بالکسر)، الصلۃ و الصدق و الطاعۃ. (۴)

الحاصل اطاعت امر مشروع کی بڑا احسان ہے اور یہی فرض اولاد پر ہے، اور احادیث و آیات اس میں کثیر ہیں، اور بدون اطاعت کے بر تمام نہیں ہوتا ہے۔ فقط، واللہ اعلم۔

(۲) زوجہ پر زوج کی اطاعت بھی امور زوجیت میں فرض ہے، اور سوائے اس کے مؤکد ہے نہ فرض، لقولہ علیہ السلام:

و لو امرھا ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود الخ (۵)

و لقولہ علیہ السلام: إذا دعا الرجل امرأتہ الی فراشہ، الحدیث وغیرھا من الأحادیث (۶)

---

(۱) جلالین تفسیر سورۂ بقرہ (۸۳.................ص:۱۳۔ (مطبوعہ کتب خانہ رشیدیہ دہلی عکس نور محمد دہلی ۱۳۷۶ھ)

(۲) تفسیر بیضاوی (سورۂ بقرہ ۱۷۷) ص:۱۷/ ج:۱ (مطبع میمنیہ مصر) [نور]

(۳) مجمع بحار الانوار، علامہ محمد طاہر پٹنی۔ ص:۱۲۳ ج:۳ (دائرۃ المعارف حیدر آباد ۱۳۹۱/۱۹۷۱) [نور]

(۴) القاموس المحیط مجد الدین فیروز آبادی۔ ص:۳۷۰ جلد اول، (باب الراء، فصل الباء (مطبع حسینیہ مصر ۱۳۳۰ھ) نیز القاموس المحیط ص ۱۱۳ مطبع دار الحدیث القاہرہ ۱۴۲۹ھ/۲۰۰۸ء) [نور]

(۵) من جبل اسود الی جبل ابیض کان ینبغی لھا ان تفعلہ...... رواہ احمد عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مشکوۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء وما لکل واحدۃ من الحقوق الفصل الثالث ص:۲۸۳ [کتب خانہ رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء] نیز مشکوۃ باب مذکور رقم الحدیث: ۳۲۷۰ ت: رمضان بن احمد بن علی ص:۱۲۵۷، ج:۳ [مکتبۃ التوبہ ۲۰۰۳ء] [نور]

(۶) متفق علیہ، عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مشکوۃ ص:۲۸۰ کتاب النکاح: باب عشرۃ النساء الفصل الاول اصح المطابع رشیدیہ دھلی. ت: رمضان بن احمد بن علی ص:۱۲۴۸/ ج:۳، رقم الحدیث ۳۲۴۶، [مکتبۃ التوبہ]

و لقوله تعالیٰ:

أَلرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ. الاية (٣٤: النساء) والله أعلم (١)

(۳) بعد نکاح کے دختر پر اطاعت والدین کی، مثل قبل نکاح کے باقی ہے، کوئی حصہ ساقط نہیں ہوتا۔ لاطلاقات الایات و الاحادیث اور وجوب حق زوج کا مانع وجوب حق والدین کو نہیں ہے۔ جیسا والدہ کا حق والد کے حق کو مزاحم نہیں، اور والدین اگر زوج کی خدمت سے مثلاً منع کریں، تو وہ معصیت ہے، اس میں اطاعت جائز نہیں، لہٰذا کچھ تمانع نہیں۔ حق تعالیٰ کا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا، اور والد کا اور والدہ اور زوج سب کا حق و اطاعت ہے، کوئی ایک دوسرے کا مزاحم نہیں، اپنے اپنے درجہ پر سب فرض ہیں، سقوط کسی حصہ کا نہیں ہوتا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

(۴) والدین کی اطاعت زوج کی اطاعت پر اقدم واوکد ہے، اگر والدین کسی امر غیر مشروع کا، یا اتلاف دوسرے کے حق کا نہ کرتے ہوں، کیوں کہ یہ معصیت ہے، اور یہ اس واسطے کہ جو کچھ نصوص میں تاکید برّ والدین کی ہے، وہ زوج کے واسطے نہیں ہے۔ حدیث:

انت و مالک لابیک(۲) ترجمہ: تم اور تمہارا مال تمہارے باپ کا ہے۔

اور حدیث:

قال رجل، من أحق الناس بحسن الصحبة؟ قال أمک ثم أمک ثم أبوک، الخ أحق الناس(۳).

ترجمہ: ایک شخص نے حضرت رسول اللہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا: انسانوں میں وہ کون ہے جس کا سب سے زیادہ لحاظ وخیال رکھا جائے، فرمایا: تمہاری ماں! پھر فرمایا: تمہاری ماں! پھر تمہارا باپ لوگوں میں سب سے زیادہ بھلائی کا مستحق ہے۔ [ت: نور]

---

(۱) النساء:۳۴...... مرد حاکم ہیں عورتوں پر (ترجمہ شیخ الہند)

(۲) رواہ ابوداؤد بلفظ: انت ومالک لوالدک ت: محمدعوامه، كتاب البيوع باب فى الرجل ياكل من مال ولده رقم الحديث: ۳۵۲۳، ص: ۹۱ ج: ۴[دار القبلة لثقافة الاسلامية جدة، ۱۴۲۵ھ] وابن ماجه عن جابربن عبدالله، باب ماللرجل عن مال ولده ت: علامه شعيب الارنؤوط واصحابه رقم الحديث: ۲۲۹۱، ص: ۳۹۱، ج: ۳[مؤسسة الرسالة دمشق ۱۴۳۰ھ] عن عمروبن شعيب عن ابيه عن جده مشكوة ص: ۲۹۱. كتاب النكاح: باب النفقات وحق المملوک الفصل الثانى[كتب خانه رشيديه دهلى ۱۳۷۵ھ] نيز مشكوة رقم الحديث: ۳۳۵۴ ت: رمضان بن احمدبن على ص: ۱۲۹۰/ج: ۳[مكتبة التوبه ۲۰۰۳ء] رواه ابن ماجه، عن جابربن عبدالله، باب ما للرجل من مال ولده، ابن ماجه تحقيق علامه شعيب الارنؤوط واصحابه رقم الحديث: ۲۲۹۱، ص: ۳۹۱ ج: ۳[مؤسسة الرساله، دمشق: ۱۴۳۰ھ]

(۳) متفق عليه، عن ابى هريرةؓ...... مشكوة ص: ۴۱۸(باب البر والصلة) كتاب الآداب باب البر والصلة الفصل الاول[كتب خانه رشيديه دهلى: ۱۳۷۵ھ/۱۹۵۵ء] نيز مشكوة رقم الحديث: ۴۹۱۱، ص: ۱۸۳۰ ج: ۴[مكتبة التوبه، نظر رمضان بن احمدبن على آل عوف ۲۰۰۳ء، ۱۴۲۳ھ]

میں الف لام داخل کر کے عام بنایا ہے، جو زوج کو بھی شامل ہے، اسی واسطے نووی شرح مسلم میں تحت اس حدیث کے لکھتے ہیں:

أجمعوا علی أن الأم و الأب آکد حرمة فی البرممن سواهما (۱)

ترجمہ: ائمہ کرام اور علماء نے اس پر اتفاق کیا ہے کہ ماں اور باپ کی حرمت اور احترام ان جیسوں میں سب سے زیادہ ہے۔ [ت: نور]

و ایضاً فیه: و الحقوا الزوج و الزوجة بالمحارم انتهی (۲)

اور اسی (نووی) میں یہ بھی ہے کہ، زوج اور زوجہ کے معاملات کو محارم کے ساتھ شمار کیا جائے گا۔ [ت: نور]

اور آیت: اَنِ اشْكُرْلِی وَلِوَالِدَیْكَ الآیۃ(۳) کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا

اور دیگر آیات و احادیث سے صاف ظاہر ہے کہ حق والدین زوج سے مقدم ہے، اور عقل کا بھی یہی حکم ہے کہ والدین نے خصوصاً والدہ نے کس قدر خدمت مشقت اٹھائی ہے، اور زوج کو سوائے حق قوام علی النساء ہونے اور ذمہ داری لفظ وغیرہ کے اور کچھ نہیں ہے اور اسباب اختیاری ہے، سوائے ابوین کے۔ مع ہذا والدین کا حق صلہ رحم نہایت اوکد ہے، پس اقدم وارجح عند التعارض، امر بر وصلہ میں والدین ہی ہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔

(۵) عقوق، ایذا و نافرمانی کا نام ہے، پس اگر کوئی والدین کو ایذا دیوے اور نافرمانی کرے غیر مشروع، تو خود بحکم شارع عاق ہے، والدین کے عاق کرنے کی کیا ضرورت ہے اور کیا اس کا اثر ہے، اور جو وہ امر معصیت یا کسی کے اتلاف حق کا امر کرتے ہیں اور اولاد نہیں مانتی، تو اس میں حق بجانب اولاد کے ہے: لاطاعة الخ نص شارع کی ہے، اس پر اگر عاق کرتے ہیں تو محض بیہودگی اور لغو ہے، بلکہ خود والدین ہی گنہگار رہیں، ہرگز ولد عاق نہیں، پس درصورت ثانی تو عاق کا کوئی اثر بھی نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

(۶) اگر زوج کسی امر جائز کو زوجہ سے کراتا ہے، جس میں بر شرعی والدین کا فوت نہیں ہوتا، تو زوجہ کو اس کو کرنا چاہئے، اور والدین کے منع کو نہ مانے کہ امر والدین کا معصیت ہے اور علی ہذا اگر والدین امر جائز کرادیں اور زوج کے کسی امر کو مانع نہیں تو کرنا چاہئے، اور زوج کے منع کو نہ مانے (علی ہذا عکس اس کا) کہ یہ منع زوج کا معصیت ہے: لاطاعة الخ، اور جو امر زوج کا ایسا ہے کہ بر شرعی والدین کے خلاف ہے، تو بھی نہ کرنا چاہئے۔

---

(۱) نووی، علی هامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانهما حق...... ص: ۳۱۳، ج: ۲، [مجتبائی دهلی، ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۲) نووی علی هامش صحیح مسلم، باب بر الوالدین وانهما حق...... ص: ۳۱۳، ج: ۲، [مجتبائی دهلی، ۱۳۱۹ھ] [نور]

(۳) سورہ لقمان: ۱۴۔

غرض خلاف مشروع اور اتلاف حق میں کسی کا قول نہ مانے، البتہ اگر ایسا امر دائر ہو کہ دونوں کی خدمت، مثلاً ایک وقت میں وارد ہے اور ایک دوسرے سے عاجز ہے، تو ترجیح خدمت والدین کی ہے، بسبب اقدم ہونے بر والدین کے اطاعت زوج پر، چنانچہ جواب سوم میں مذکور ہوا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۷) اس صورت میں زوجہ کو بخانہ زوج رہنا چاہئے، کیونکہ یہ امر حقوق زوجیت میں ہے، کہ زوج جہاں چاہے رکھے، اپنے گھر لیجانے میں نفع از دواج حاصل ہوتا ہے۔ دوسرے کے گھر رہنے سے اس کو ضرر یا انتفاع، بوجہ اتم نہیں یا دوسری مصلحت ہے۔

قال اللّٰہ تعالیٰ: اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَاءِ(۱) ترجمہ: مرد حاکم ہیں عورتوں پر (ترجمہ شیخ الہند)

وَاَسْکِنُوْھُنَّ مِنْ حَیْثُ سَکَنْتُمْ الخ (۲) ترجمہ: ان کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو (ترجمہ شیخ الہند)

کہ بدلالۃ النص مثبت مدعٰی ہے، پس والدین کا خانہ زوج سے منع کرنا، جو حق زوج میں ہے اور معصیت ہے، اس امر کا ماننا عورت کو ہرگز جائز نہیں، بے تامل زوج کا امر قبول کرے اور اس سے ہرگز عقوق بجانب زوجہ عائد نہیں ہو سکتا، اور والدین کا اس وجہ سے عاق کرنا لغو اور زبوں، بیہودگی خلاف شرع کے اور یہ شرط بھی ان کی غیر مشروع ہے: قال رسول اللہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم: من اشترط شرطاً لیس فی کتاب اللّٰہ فلیس لہ وان اشترط مائۃ شرط الخ (۳) پس اس شرط کا کچھ اعتبار نہیں، فقط۔ واللہ اعلم

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے کوئی ایسی شرط کی، جو کتاب اللہ میں موجود نہیں، وہ باطل [بے حقیقت] ہے۔

نووی نے شرح مسلم میں لکھا ہے:

قال الشافعی و اکثر العلماء، ھذا محمول علی شروط لاتنافی مقتضی النکاح الخ

اور حنفیہ بھی مسافرت کے مسئلہ میں ایسا ہی لکھتے ہیں، مگر جو سفر میں ضرر اور فتنہ ہو، تو وفا شرط کو لازم کرتے ہیں نہ بوجہ شرط، بلکہ بوجہ ضرر و فتنہ کے۔ واللہ تعالیٰ اعلم (۴)

---

(۱) سورۃ النساء: ۳۴

(۲) سورۃ الطلاق: ۶

(۳) البخاری، کتاب الشروط، باب المکاتب وما لایحل من الشروط، صفحہ ۳۸۲/۳۸۱، ج: ۱ [مراد آباد ۱۳۱۵ھ] نیز ص: ۱۵۳-۱۵۴ جلد اول، جزء سوم، رقم الحدیث: ۲۷۳۵ (الریاض: ۱۴۰۳ھ)

(۴) نووی علی صحیح مسلم کتاب النکاح، باب الوفاء بالشروط ص: ۴۵۵، ج: ۱ [مطبع مجتبائی دہلی: ۱۳۱۹ھ]

(۸) روایات فقہاء اس باب میں مختلف ہیں، مگر اس زمانہ میں جو کچھ مختار اپنے اساتذہ کا ہے یہ ہے، کہ اگر ابوین آ کر مل سکتے ہیں، تو زوجہ بدون اذن کے نہ جاوے۔ البتہ اگر نوبت تقطیع رحم پہنچنے لگے تو اُس وقت بدون اذن شوہر چلا جانا درست ہے کہ قطع رحم حرام ہے اور معصیت میں اطاعت درست نہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم

(۹) اوپر معلوم ہوا کہ اس وقت فساد میں خروج زوجہ بدون اذن درست نہیں، اور اطاعت زوج کی ایسے امر میں ضرور ہے:

و تطیعه اذا امر(۱) ترجمہ: اور اس [شوہر] کی اطاعت کرے جب وہ اس کا حکم دے۔ [ت: نور]

حکم حدیث کا ہے البتہ درصورت لزوم قطع رحم امتثال امر نہیں چاہئے، اور ابوین اگر ملنے کو آویں، تو مکان شوہر میں دُخول اُن کا بدون اذن شوہر کے درست نہیں، قال علیہ السلام:

ولا تاذن فی بیته الا باذنه [شوہر کے گھر میں کسی کو، شوہر کی اجازت کے بغیر، آنے کی اجازت نہ دے، ت: نور]

البتہ باہر سے بات کر سکتے ہیں اور دیکھ سکتے ہیں اور زوج اس ملاقات سے منع نہیں کر سکتا، کہ قطع رحم اور حرام اور معصیت کا امتثال زوجہ کو ممنوع ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۰) اس صورت میں خدمت والدین کی مقدم ہے، خدمت زوج کو مؤخر رکھے، اور والدین کی خدمت کرے، اُن کا حق مقدم ہے، چنانچہ جواب رابع سے واضح ہو گیا، فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی

جواب دیگر از مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی

اطاعت والدین کی امور مباحہ میں، جن میں کسی کے حق میں جور نہ ہو اور معصیت نہ ہو، سب پر فرض ہے، خواہ مرد ہو خواہ عورت، منکوحہ یا غیر منکوحہ، لقولہ تعالیٰ:

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَ لِوَالِدَیْکَ الآیة کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا (ترجمہ شیخ الہند)

اور جس میں حق تلفی زوج کی ناحق ہو وہ حرام ہے، لقولہ علیہ السلام:

لاطاعة للمخلوق فی معصیة الخالق (۲) خالق کی نافرمانی کر کے مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔

---

(۱) مشکوة کتاب النکاح، باب عشرة النساء الفصل الثالث ص: ۲۸۳ [اصح المطابع رشیدیہ دھلی] نیز مشکوة باب مذکور ص: ۱۲۵۸، جلد ۳۔ رقم الحدیث ۳۲۷۴ ت: رمضان بن احمد بن علی [مکتبۃ التوبہ ۲۰۰۳ء]

(۲) شرح السنہ للبغوی عن النواس بن سمعان کتاب الامارة والقضاء باب الطاعة فی المعروف ص: ۴۴ ج/ ۱۰ [المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء] ومشکوة کتاب الامارة والقضاء الفصل الثانی ص: ۳۲۱ عن النواس بن سمعان [کتب خانہ رشیدیہ دھلی ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۵ء]

اور ظلم کرنا حق ذی حق میں بھی معصیت ہے۔ پس بعد نکاح کے دختر کو شوہر کی اطاعت بھی کرنا لازم ہے، مگر حق والدین اوکد ہے۔ سو جس صورت میں زوج محتاج اپنی حاجت کا ہو، اور والدین عاجز کسی حال مستغنی خدمت دختر سے نہ ہوں، تو خدمت والدین مقدم ہووے گی، ورنہ شوہر کی خدمت میں حاضر رہے۔

اور عاق کرنا کوئی امر شرعی نہیں لغو اور غلط عوام ہے، اگر اطاعت موافق حکم شرع کے کرتی ہے اور نافرمانی والدین کی غیر مشروع میں کرتی ہے اور زوج کی خدمت شرعیہ کرتی ہے اور اس سے والدین ناراض ہو کر عاق کریں، تو کچھ اصل اس کی نہیں، والدین خود عاصی ہوویں گے اور دختر ہرگز عاق عند اللہ تعالیٰ نہ ہووے گی، بلکہ رضا والدین سے ایسا کام کرنا، موجب معصیت ونافرمانی حق تعالیٰ کا ہووے گا، البتہ اگر نافرمانی والدین کی مباحات، وغیر جور، حق زوج میں کرے تو عاق ہے من اللہ تعالیٰ، نہ والدین کے کرنے سے، کہ اثر اس کا عذاب کا ہونا اور دنیا میں سزا کا ملنا ہے، نہ حرمان میراث، جیسا عوام میں مشہور ہے۔

پس اگر زوج اپنی زوجہ کو امر مشروع ومباح کرنے کو کہتا ہے، تو اس کو اطاعت واجب ہے، لقوله عليه السلام:

و لو أمرها أن تنقل من جبل أصفر إلى جبل أسود و من جبل أسود إلى جبل أبيض كان ينبغي لها أن تفعله. الحديث، كذا في المشكوة. (۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اور اگر شوہر نے بیوی کو حکم دیا کہ وہ [فلاں چیز یا سامان کو] کالے پہاڑ سے پیلے پہاڑ کی طرف اور کالے پہاڑ سے سفید پہاڑ پر منتقل کرے، تو اس [عورت] کے لئے مناسب ہے کہ وہ ایسا ہی کرے۔

و لقوله عليه السلام: و لا تخالفه في نفسها و لا مالها بما يكره. الحديث (۲) اور والدین اگر ایسے کام سے منع کریں تو نہ مانے، کیونکہ یہ منع والدین کا معصیت ہے اور جور حق زوج میں ہے، اور والدین کے اس امر کو ماننا گناہ ہے اور نہ ماننا عقوق نہیں، بلکہ والدین خود عاصی ایسے منع سے ہیں۔ علیٰ ہذا، اگر بعد نکاح کے شوہر اپنے گھر لے جاتا ہے، تو عورت پر شوہر کے گھر جانا واجب ہے، اور باپ کے منع کو ہرگز نہ مانے، کہ امر باپ کا خلاف حکم حق تعالیٰ کے ہے۔ قال اللہ تعالیٰ

أَسْكِنُوهُنَّ مِنْ حَيْثُ سَكَنتُمْ الآية. ان کو گھر دو رہنے کے واسطے جہاں تم آپ رہو۔ (ترجمہ شیخ الہند)

---

(۱) رواه احمد عن عائشة. مشكوة المصابيح (الفصل الثالث. باب عشرة النساء) رقم الحديث: ۳۲۷۰ ج: ۳ ص: ۱۲۵۷ نیز مشکوۃ باب وفصل مذكور ص: ۲۸۳.

(۲) رواه النسائي والبيهقي في شعب الايمان. عن ابي هريرة. مشكوة ص: ۲۸۳ كتاب النكاح الفصل الثالث [اصح المطابع رشيديه دهلي: ۱۳۷۵ھ] نیز مشکوۃ شریف رقم الحديث: ۳۲۷۲ ت: رمضان بن احمد بن علی ص: ۱۲۵۸ ج: ۳

وقال علیہ السلام:

و لاتخالفہ فی نفسہا و مالہا۔(۱) الحدیث

پس اس صورت سوال میں کہ والد کسی طرح محتاج خدمت نہیں، اور دختر کو خانہ زوج سے منع کرتا ہے، ظلم کرتا ہے۔ عورت کو واجب ہے کہ نہ مانے اور زوج کے گھر جاوے۔ باقی شرط کر لینا پدر کا، کہ دختر ہر روز میرے گھر رہے گی، یہ شرط خلاف مقتضائے عقد نکاح کے ہے، قال علیہ السلام: کل شرط لیس فی کتاب اللہ فہو باطل الحدیث(۲) لہٰذا اس کا وفا کرنا زوج پر ضرور[ی] نہیں۔ فقط، واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

نقل جواب استفتاء از علمائے دیو بند

بعد غور کرنے عبارت سوال موجودہ سوال اول ودوم وسوم وپنجم وششم کا ایک معلوم ہوتا ہے اور چہارم کا جدا، اس لئے دو جواب کافی ہیں۔ جب عورت کا باپ اُس کو شوہر کے گھر جانے سے منع کرے، اس میں اطاعت ضروری نہیں ہے، اور نہ ایسی شرائط بروقت نکاح کچھ مؤثر ہیں۔

قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ عقوق والدین بڑا سخت گناہ ہے، لیکن اس کے اندر یہ شرط ہے کہ خلاف شرع پر والدین کا اصرار نہ ہو، اُس پر اطاعت کرنی ضرور نہیں ہے۔ پس عورت پر جو حقوق شرعاً شوہر کے ہیں، اُس میں ماں باپ کی اطاعت ضرور نہیں ہے اور کچھ حقوق والدین ہیں، اُس میں شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ مثلاً شوہر یوں کہے کہ تو اپنے ماں باپ سے مت مل اور مت کلام کر، اس میں شوہر کی اگر نہ مانے درست ہے۔ اور اگر ماں باپ یوں کہیں کہ تو شوہر کے یہاں مت جا، اس میں ماں باپ کی نہ مانے تو درست ہے۔ کیونکہ اصل حق شوہر کا تو یہی ہے کہ اس کے گھر میں بلا حائل دیگر رہے۔ پس جہاں تک کہ خلاف شرع نہ ہو، وہ نیک اطاعت درست ہے، ورنہ وہ اطاعت درست نہیں ہے۔

(۲) عاق کرنے کا اثر بیٹا بیٹی پر کچھ نہیں ہے، یعنی وہ بیٹا بیٹی ہی رہتے ہیں، اور جائداد سے حصہ برابر پائیں گے، اور رسم عوام جہلاء ہے یا ہنود کی ہے، اور شرع شریف میں جیسے کہ دوسرے کی اولاد اپنی نہیں ہوتی ہے، جس کو متبنٰی کہتے ہیں، ایسے ہی اپنی اولاد سے رشتہ نہیں قطع ہوتا۔

محمد منفعت علی عفی عنہ مدرس مدرسہ عربی دیو بند — صحیح بندہ محمود عفی عنہ

---

(۱) حوالہ نمبر: ۴ پر گذر گیا ہے۔

(۲) البخاری، ولفظہ کل شرط خالف کتاب اللہ فہو باطل۔ وفی روایۃ من اشترط شرطا لیس فی الکتاب فلیس لہ، کتاب الشروط، باب المکاتب ومالایحل من الشروط، صفحہ: ۳۸۱/۳۸۲، ج: ۱، باب: ۱۷، حدیث: ۲۶۵۳، [مراد آباد: ۱۳۱۵ھ] نیز ص: ۱۷۳ جلدسوم رقم الحدیث: ۲۷۳۵ [الریاض: ۱۴۰۲ھ]

نقل جواب استفتاء از علمائے دہلی

جواب سوال اول: واضح ہو کہ اولاد پر والدین کی اطاعت فرض نہیں ہے، اطاعت والدین کی فرض ہونے پر کوئی دلیل نہیں، نہ کوئی حدیث نہ کوئی آیت۔ ہاں اولاد پر احسان وسلوک والدین کے ساتھ البتہ فرض ہے اور اس بارے میں بہت سی آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وقضی ربک ان لا تعبدوا الا ایاہ و بالوالدین احسانا — اور حکم کر چکا تیرا رب کہ نہ پوجو اس کے سوائے اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو (ترجمہ شیخ الہند)

اور دوسری جگہ فرمایا ہے:

واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل لا تعبدون الا اللہ و بالوالدین احسانا — اور جب ہم نے لیا اقرار بنی اسرائیل سے کہ عبادت نہ کرنا مگر اللہ کی اور ماں باپ سے سلوک نیک کرنا۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور حدیث شریف میں آیا ہے: قال اباک (۱) اور دوسری حدیث میں آیا ہے:

رضا الرب فی رضا الوالد و سخط الرب فی سخط الوالد (۲) رواھما الترمذی۔

اور سوا ان کے اور آیتیں اور حدیثیں آئی ہیں، جہاں سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے، کہ اولاد پر، احسان وسلوک و صلہ رحمی ورضا جوئی والدین کے ساتھ، فرض ہے، نہ کہ اولاد پر اطاعت والدین فرض ہے، اور جس طرح احسان وسلوک فرض ہے، ایسے ہی والدین کو ستانا اور تکلیف دینا اور قطع رحمی حرام و اکبر الکبائر ہے، اور اسی کو شرع میں عقوق کہتے ہیں، اور جو عاق کرنا والدین کا اولاد کو مشہور ہے، اس کے کوئی معنی نہیں، کیونکہ عقوق تو فعل اولاد کا ہے، نہ والدین کا، تو والدین کا عاق کرنا کوئی چیز نہیں ہے، اور عقوق کے حرام ہونے اور اکبر الکبائر ہونے میں بہت حدیثیں آئی ہیں:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: الا احدثکم باکبر الکبائر، قالوا بلی یا رسول اللہ، قال الاشراک باللہ و عقوق الوالدین الحدیث. (۳) — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں سب سے بڑا گناہ نہ بتاؤں؟ صحابہ کرام نے عرض کیا ضرور فرمائیں، فرمایا: اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا اور والدین کی نافرمانی۔

---

(۱) الترمذی ابوب البر والصلۃ باب ماجاء فی بر الوالدین صفحہ ۱۱ ج: ۲ [کتب خانہ رشیدیہ دہلی] ترمذی: ت: کمال یوسف الحوت کتاب البر والصلۃ، باب: فی بر الوالدین باب النحفۃ، ۱ رقم الحدیث ۱۸۹۷ ص: ۲۷۳ ج: ۴

(۲) الترمذی ابوب البر والصلۃ ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین، ص: ۱۲ ج: ۲ ت: کمال یوسف الحوت کتاب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین باب النفحۃ، ۳ رقم الحدیث: ۱۸۹۹ ص: ۲۷۴ ج: ۴

(۳) الترمذی ابواب البر والصلۃ باب ماجاء من الفضل فی رضا الوالدین صفحہ ۱۲ جلد: ۲ حوالہ بالا، ت: کمال یوسف الحوت کتاب البر والصلۃ باب ماجاء فی عقوق الوالدین باب النحفۃ: ۴ رقم الحدیث: ۱۹۰۱ ص: ۲۷۵ ج: ۴

پس اولاد پر احسان وسلوک فرض ہے خواہ ذکور ہوں خواہ اناث خواہ شوہر دار ہوں، خواہ غیر شوہر دار بلا تفاوت، اور ایسے عقوق بھی حرام ہے، اور البتہ زوجہ پر اطاعت زوج فرض ہے:

عن ابی هريرة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال لو كنت امر احدا أن يسجد لأحد، لأمرت المرأة أن تسجد لزوجها. رواه الترمذی. (۱)

اور سوا اس کے اور حدیثیں آئی ہیں کہ جن سے فرضیت ثابت ہوتی ہے، پس زوجہ پر اطاعت شوہر (فرض ہے؟) (۲) اور اطاعت باپ فرض نہیں، تو در صورت حکم کرنے دونوں کے، کسی امر کو تعمیل حکم شوہر مقدم اور ضروری ہے۔ فقط

اور اسی جواب سوال اول سے جواب سوال دوم وسوم وچہارم وپنجم کا بخوبی ظاہر ہوگیا۔ فقط، واللہ اعلم بالصواب۔

جواب سوال ششم: جب قبل نکاح کے باپ نے یہ شرط کرلی تھی، کہ دختر ہمارے گھر میں رہے گی اور شوہر نے اس شرط کو قبول ومنظور کرلیا، تو اب اس شرط کا ایفاء ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إن العهد كان مسؤلاً. (اسراء آیت: ۳۴) بیشک عہد کی پوچھ ہوگی۔ (ترجمہ شیخ الہند)

اور حدیث شریف میں آیا ہے: عن عقبة عن النبی صلی الله عليه وسلم قال: أحق ما أوفيتم من الشروط أن توفوا به ما استحللتم به الفروج. رواه البخاری (۳) اور یہی رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بھی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں: إن مقاطع الحقوق عند الشروط ولك ما اشترطت انتهی. والله اعلم بالصواب (۴)

حررہ محمد عبد الرحمٰن عفی عنہ [غالباً مولانا مبارک پوری؟]

سید محمد عبد السلام عفی عنہ | سید محمد ابو الحسن | محمد یوسف | تلطف حسین | سید محمد نذیر حسین

نقل فتویٰ مولانا محمد حسین بٹالوی

الجواب جملہ سوالات میں جواب وتنقیح طلب ایک یہی امر ہے، کہ عورت کو شوہر کے پاس حاضر ہوجانا، جہاں وہ چاہتا ہے ضروری ہے، یا باپ کے حکم سے اُس کے گھر میں رہنا، اور کس کی حکم عدولی سے، وہ گناہگار ہوسکتی ہے؟

---

(۱) الترمذی، ابواب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة صفحہ ۲۱۹ جلد ۱، نیز تحفة الاحوذی (؟) محمد فواد عبد الباقی کتاب الرضاع، باب ماجاء فی حق الزوج علی المرأة باب التحفة ۱۰، رقم الحديث: ۱۱۵۹ ص: ۴۶۵ ج: ۳

(۲) قوسین کی عبارت اصل میں موجود نہیں لیکن اس کی وضاحت کے بغیر بات نامکمل اور الجھی ہوئی رہتی ہے، اس لئے اس فقرہ کا اضافہ کیا گیا (نور)

(۳) البخاری، کتاب النکاح، باب الشروط فی النکاح صفحہ ۷۷۴ جلد ۲، حدیث: ۴۹۵، مکتبة الاصلاح مراد آباد ۱۴۱۵ھ / نیز بخاری شریف جلد: ۳ ص: ۱۹، جزء ۷، رقم الحديث: ۵۱۵۱ (الرياض: ۱۴۰۴ھ)

(۴) البخاری کتاب الشروط، باب الشروط فی المهر عند عقدة النكاح صفحہ ۳۷۶ جلد: ۱ باب: ۹ حوالہ بالا / نیز بخاری شریف ص: ۱۶۶ جلد: ۱ جز: ۳ (الرياض: ۱۴۰۴ھ)

اس کا جواب یہ ہے کہ شوہر کے پاس حاضر ہو جانا ضروری ہے، نہ باپ کے حکم سے اس کے گھر میں رہنا، اور شوہر ہی کی حکم عدولی سے وہ گنہگار ہوتی ہے، اس امر میں وہ باپ کی نافرمانی سے عاق نہیں ہوتی۔

اس پر دلیل جس میں شک واختلاف کی گنجائش نہیں، یہ ہے کہ حاضر باشی میں باپ کی اطاعت مطلق فرض نہیں ہے، بلکہ اس شرط وقید کے ساتھ ہے کہ اس حاضر باشی میں خدا کا گناہ نہ ہو، جس پر دلیل یہ حدیث نبوی ہے: لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق. رواه محي السنة في شرح السنة.(۱)

اور اسی کی طرف آیت قرآنی مشعر ہے:

وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوفًا (ای علی وجه يعرف شرعاً و لا ينكر) [لقمان، آیة: ۱۵] اور ساتھ دے ان کا دنیا میں دستور کے موافق (ترجمہ شیخ الہند)

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز تفسیر عزیزی میں فرماتے ہیں:

"بالوالدین احسانا" یعنی پدر و مادر را احسان کردن عظیم کہ جامع انواع آں باشد، وآں سہ نوع است: (اول) آنکہ ترک ایذا قولاً وفعلاً۔ (دوم) خدمت ایشاں ببدن و مال۔ (سوم) حاضر بودن در وقتیکہ استدعا حضور نمایند۔ اول نوع واجب مطلق ست، لہٰذا در ترک آں عقوق شنیع لازم می آید، ونوع دوم مشروط ست باحتیاج آنہا، وقدرت ایں کس۔ پس اگر آنہا محتاج نباشند، یا ایں کس قدرت ندارد، واجب نیست۔ ونوع سوم نیز مشروط ست، بآنکہ در حضور مفسدہ شرعی متحقق نگردد، والا واجب نیست۔

واگر والدین یا یکے از ایشاں بفرمایند کہ نوافل طاعات را بگذار، وپیش حاضر باش، امتثال ایشاں نمودن مقدم ست، واگر فرمایند کہ واجبات را ترک کن یا برائے حج فرض، مرو قبول نکند، واگر سنن مؤکدہ مثل جماعت و روزہ عرفہ را ترک بکنانند، اصح ست کہ اگر یک دوبار ترک بکنانند اطاعت ایشاں نماید، واگر معتاد کنند بایں ترک حکم شاں را قبول نکند۔"

یعنی ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا [ایسا احسان اور معاملہ] جو احسان کی تمام قسموں کا احاطہ کرتا ہو، اور اس [احسان] کی تین قسمیں ہیں، اول: ان کو کسی بات یا زبان سے تکلیف نہ پہنچانا۔ دوم: جان و مال سے ان کی خدمت کرنا۔ سوم: ان کے پاس حاضر ہونا، جب وہ آنے کی خواہش ظاہر کریں۔

---

(۱) شرح السنه للبغوی عن النواس بن سمعان. کتاب الامارة والقضاء، باب الطاعة فی المعروف صفحه ۴۴/ج: ۱۰ (المکتب الاسلامی بیروت الطبعة الاولی ۱۳۹۶ھ ۱۹۷۶ء)

پہلی قسم مطلق واجب ہے، لہٰذا اس کے چھوڑنے [خلاف ورزی کرنے] میں نہایت نافرمانی لازم آتی ہے۔
دوسری قسم کی شرط یہ ہے کہ ان کو ضرورت ہو اور یہ شخص اس کی طاقت وصلاحیت رکھتا ہو، پس اگر وہ محتاج نہ ہوں یا یہ شخص اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو، تو یہ واجب نہیں ہے۔ تیسرے بھی مشروط ہے اس سے، کہ ان کے پاس حاضر ہونے میں شرعی طور پر کوئی نقصان نہ ہو، ورنہ واجب نہیں۔
اگر والدین یا ان میں سے ایک، اس سے فرمائے کہ نفلی عبادتوں کو چھوڑ دو، اور ان کے سامنے حاضر رہو، ان کی بات ماننا مقدم ہے اور اگر فرمائیں کہ واجبات کو ترک کردو، یا حج فرض نہ کرو، مرد قبول نہ کرے اور اگر سنن موکدہ، جیسے جماعت، روزہ اور (وقوف) عرفہ کو ترک کرائیں، زیادہ صحیح یہ ہے کہ اگر، ایک دو بار ترک کرائیں، ان کی بات مان لیں اور اگر متواتر یہی کہیں تو ان کے حکم کو قبول نہ کرے۔ (ت: نور)
اور شوہر کی اطاعت حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر مطلق فرض ہے، اس میں نہ اجازت والدین کی قید ہے اور نہ کوئی شرط نصوص صریحہ صحیحہ، اس اطلاق کی مثبت ہیں، از آں جملہ یہ حدیث:

اذا دعا الرجل امرأته إلى فراشه فأبت فبات غضبان، لعنتها الملائكة حتى تصبح، (متفق عليه) وفي رواية لهما قال: والذى نفسي بيده ما من رجل يدعو امرأته إلى فراشه فتابى عليه، إلا كان الذى فى السماء ساخطا عليها حتى يرضى عنها مشكوة (ص ۲۷۲)(۱) وازاں جملہ یہ حديث اذا دعا الرجل زوجته لحاجته فلتاته و ان كانت على التنور رواه الترمذى (مشكوة ص ۲۷۳) (۲) وازاں جملہ یہ حدیث اى النساء خير قال: التى تسره إذا نظر و تطيعه إذا أمر و لاتخالفه فى نفسها و مالها بمايكره رواه النسائى (مشكوة ص ۲۷۵) (۳)

اور کسی حدیث صحیح یا ضعیف میں یہ قید دیکھی نہیں گئی، کہ عورت کا یہ فرض حاضر باشی بغرض حاجت روائی شوہر، اجازت باپ کی قید سے مقید ہے، باپ نے نکاح کر دیا تو ملک بضع کا مالک شوہر کو بنا دیا، اس میں سر موئے اس کا تملک واختیار باقی نہیں رہا، اور جب شوہر کی اطاعت حاضر باشی بلاقید فرض ہوئی اور اس حکم خاص میں اس کی نافرمانی معصیت ٹھہری، تو اس

(۱) كتاب النكاح، باب عشرة النكاح الفصل الاول، ص: ۲۸۰، نیز مشکوۃ رقم الحديث: ۳۲۴۶ ت: رمضان بن احمدبن على ص: ۱۲۳۸، ج: ۳، ت: رمضان بن احمدبن على آل عوف ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔
(۲) كتاب النكاح باب عشرة النكاح الفصل الثانى ص: ۲۸۱، حواله بالا، نیز مشکوۃ شریف رقم الحديث: ۳۲۵۷ ص: ۱۲۵۲ ج: ۳ ت: رمضان بن احمدبن على۔
(۳) مشكوة كتاب النكاح باب عشرة النكاح الفصل الثالث ص: ۲۸۳، حواله بالا، نیز مشکوۃ رقم الحديث: ۳۲۷۲ ص: ۱۲۵۸ ج: ۳ ت: رمضان بن احمدبن على مكتبة التوبة ۲۰۰۳ء)

سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ اس امر میں باپ کی اطاعت فرض نہیں ہے، بلکہ معصیت ہے۔ لہٰذا اس اطاعت کے ترک سے عورت باپ کی عاق نہیں ہو سکتی، شوہر کی اطاعت نہ کرنے سے خدا سے عاق و نافرمان و ملعون بنتی ہے۔

اس جواب میں جملہ سوالات کے جوابات ادا ہوئے، تاہم تسکین سائل کی نظر سے، ان سوالات کے جوابات دو حرفی علیحدہ علیحدہ دیئے جاتے ہیں، جن کے دلائل جوابات مذکور سے مستفاد ہو سکتے ہیں۔ جواب سوال اول فرق، جو جواب سوال دوئم سے ظاہر ہوتا ہے۔

جواب سوال دوئم: حاضر باشی میں اطاعت شوہر کی رضا سے مشروط ہو جاتی ہے۔ شوہر اجازت نہ دیوے تو ساقط۔

جواب سوال سوئم: شوہر کی اطاعت حکم حاضر باشی، باپ کی اطاعت سے مقدم ہے۔

جواب سوال چہارم: عاق کرنا والدین کا فعل نہیں ہے اور جو مشہور ہے کہ باپ نے بیٹے کو عاق کر دیا، محض لغو اور جاہلانہ بات ہے، عاق ہونا اولاد کا فعل ہے، یعنی امر حق میں والدین کی اطاعت نہ کرنا، اس میں بیٹا بیٹی دونوں برابر ہیں اور جس امر میں بیٹا یا بیٹی پر، اطاعت والدین فرض نہیں ہے (جیسے شوہر کے پاس نہ جانے کا حکم) اس میں نافرمانی سے، شرعاً عقوق ثابت نہیں ہوتا۔

جواب سوال پنجم: عورت اپنے شوہر کی اطاعت کرے اور باپ کے عقوق سے نہ ڈرے، وہ اس حکم عدولی سے عاق نہیں ہو سکتی۔

جواب سوال ششم: عورت اپنے شوہر کے گھر میں رہے باپ کی اطاعت نہ کرے، گو شوہر کو لازم کہ وہ اپنی شرط کا ایفا کرے، اگر وہ ایفا نہ کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔ عورت کو نہیں پہنچتا کہ وہ خاوند کی گنہگاری اور وعدہ خلافی کے بدلے، اس کی نافرمانی کرے اور اس کے گھر میں نہ جائے، ہاں! عورت نکاح کے وقت شوہر سے شرط کر چکی ہو، کہ میں اپنے باپ کے گھر رہوں گی، شوہر کے گھر نہ جاؤں گی۔ تو اب اس کو اختیار ہے کہ خاوند کے نہ جاوے، باپ کے گھر میں اس کی ضرورت پوری کرنے کو حاضر رہے، مگر یہ امر شافعی اور حنبلی مذہب کی رو سے جائز ہے، جو ایسی شرط کو جائز رکھتے ہیں، حنفی مذہب میں یہ شرط لغو ہے، اس کا ایفا شوہر کے ذمہ لازم نہیں آتا۔ لہٰذا حنفی مذہب میں ایسی شرط پر بھی عورت شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کر سکتی، اس کی تفصیل ہمارے رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر ۸ جلد ۱۰ وغیرہ میں ہے۔

نمقہ ابو سعید محمد حسین لاہوری۔ مؤلف اشاعۃ السنۃ

....